رجسٹرڈ نمبر ایل ۲۲۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

فیض علی صابر
مینیجر

البدر

لقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

(محمد افضل) (ایڈیٹر)

Digitized by Khilafat Library

ضوابط وشرح قیمت

یہ اخبار ہر جمعہ کے دن قادیان دارالامان سے شائع ہوتا ہے اس مین بنی نوع انسان کی نجات اور اس کے ابدی آرام کے وسائل دنیا پر ظاہر کرتا ہے اس مین حضرۃ احمد رسل یزدانی میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے حالات اور تقریرین حکیم نورالدین صاحب کے درس قرآن کے نوٹ اور عمدہ عمدہ مجرب طبی نوٹ شائع ہوتے ہین قیمت ہند وستان ہمیشہ اور غارن ممالک سے ہے اور لوکل خریدارون سے عہ سالانہ ہی اگر ایک مقام پر تین اصحاب یا تین سے زیادہ ایک ہی پتہ پر منگوا دین تو ان سے فی خریدار عہ لیا جاویگا (۲) ہر ایک قسم کی خط وکتابت بنام محمد افضل و فیض علی صابر صاحبان البدر قادیان ضلع گورداسپور ہونے چاہئی۔ پتہ مفصل خوشخط اور ہر ایک جواب طلب امر کے لئے جوابی کارڈ یا حسب ضرورت ٹکٹ آنا چاہئے ورنہ تعمیل نہوگی (۳) بعض احباب کی خدمت مین یہ پرچہ برائے پسندیدگی وخریداری روانہ کیا جاتا ہے اُن سے درخواست ہے کہ اس کی خریداری منظوری یا نامنظوری سے اطلاع دیکر مشکور فرمادین +

قابل توجہ

مذہبی اشاعت کے جوشیلے اور دینی خدمات کے قدردانون اور دلدادون اور احمدی جماعت کے ذی استطاعت جناب سے التماس ہے کہ اس پرچہ کی خدمات ارزانی قیمت اور ابتدائی حالت کو مدنظر رکھکر وہ اس کی اشاعت اور بذات خود مالی استعانت سے کارپردازون کی حوصلہ افزائی کی طرف متوجہ ہون اگرچہ یہ پرچہ دائمی طور پر انکی نظرون مین قوم کے واسطے مفید ہے تو قومی خدمات کی بجاآوری جن مجموعی کوششون اور مالی امداد کو چاہتی ہے اس کے لئے جود وسخا کا ہونا ضروری ہے اُس سے کام لیکر ہمارے وہ جناب اب ضرور عنداللہ اجر حاصل کرین جن کو خدا نے اپنے فضل وکرم سے اپنی نعمت مال وزر سے متمتع کیا ہے اس پرچہ کی یہی غرض ہے کہ ارزان ہونے کی وجہ سے ہر ایک مسکین اور غریب بھی اس الٰہی سلسلہ سے فائدہ اُٹھاوے اس لئے امراء اور روساء کی خدمت مین التماس ہے کہ وہ اپنے غریب بھائیون کو فائدہ پہنچانے کی نیت سے وہ اُس کے استحکام کے لئے ضرور ہمارا ہاتھ بٹادین +

نمبر ۱۰ | قادیان دارالامان ۲۷ مارچ ۱۹۰۳ء مطابق ۲۷ ذوالحجہ ہجری ۱۳۲۰ھ بروز جمعہ | جلد ۲

ڈائری

بقیہ ۱۳ مارچ ۱۹۰۳ء

مرد اپنے گھر کا امام ہوتا ہے پس اگر وہی بد اثر قائم کرتا ہے تو پھر کس قدر بد اثر پڑنے کی امید ہے۔ مرد کو چاہیے کہ اپنے قوٰی کو برمحل اور حلال موقعہ پر استعمال کرے۔ مثلاً ایک قوت غضبی ہے جب وہ اعتدال سے زیادہ ہو تو جنون کا پیش خیمہ ہوتی ہے جنون مین اور اس مین بہت تھوڑا فرق ہے۔ جو آدمی بہت شدید الغضب ہوتا ہے اس سے حکمت کا چشمہ چھین لیا جاتا ہے بلکہ اگر کوئی مخالف ہو تو اس سے بھی مغلوب الغضب ہو کر گفتگو نہ کرے۔ مرد کی ان تمام باتون اور اوصاف کو عورت دیکھتی ہے۔ اسیطرح وہ دیکھتی ہے کہ میرے خاوند مین فلان فلان اوصاف تقوٰی کے ہین جیسے سخاوت۔ حلم۔ صبر۔ اور جیسے اُسے پرکھنے کا موقع ملتا ہے وہ دوسرے کو مل نہین سکتا اسی لئے عورت کو سارق بھی کہا ہے کیونکہ یہ اندر ہی اندر اخلاق کی چوری کرتی رہتی ہے حتی کہ آخرکار ایک وقت پورا اخلاق حاصل کر لیتی ہے۔ ایک شخص کا ذکر ہے وہ ایک دفعہ عیسائی ہوا تو عورت بھی اس کے ساتھ عیسائی ہو گئی۔ شراب وغیرہ اول شروع کی پھر پردہ بھی چھوڑ دیا غیر لوگون سے بھی ملنے لگی خاوند نے پھر اسلام کی طرف رجوع کیا تو اس نے بیوی کو کہا کہ تو بھی میرے ساتھ مسلمان ہو اس نے کہا کہ اب میرا مسلمان ہونا مشکل ہے یہ عادتین جو شراب وغیرہ آزادی کی پڑ گئی ہین یہ نہین چھوٹ سکتین +

مورخہ ۱۵ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء

آج کی پانچون نمازین حضرت اقدس نے باجماعت اپنے اپنے وقت پر ادا کین +

سیر کتابون کی اشاعت کے متعلق خلیفہ صاحب سے فرمایا کہ ان کی اشاعت کرو ایسا نہو کہ صندوقون مین بند پڑی رہین ہمین معلوم ہوتا ہے کہ آریہ لوگ ان کتابون کے جواب مین ایک گالیون کا طومار لکھینگے کیونکہ جواب دینے کی تو ان مین طاقت نہین ہوتی صرف گند ہی گند بولین گے ہم نے تو نہایت نرم الفاظ مین لکھی ہین مگر یہ بہتان لگائے بغیر نہ رہینگے۔ شاید ایک اور کتاب پھر اس کے جواب مین لکھنی پڑے دیانند کو اسلام کی خبر نہین تھی مگر چونکہ اس نے کتابین ناگری زبان مین لکھین اس لئے لوگون کو اس کی گندہ زبانی کی خبر نہین ہوئی ہم تو اردو مین لکھین اس کی خبر سب کو ہو گی۔

میرا اصول ہے کہ جو شخص حکمت اور معرفت کی باتین لکھنا چاہے وہ جوش سے کام نہ لیوے ورنہ اثر نہ ہوگا ہان بعض امور مجمل عبارت مین لکھنے پڑتے ہین مگر الحق مُرّ کا معاملہ ہو کر ہم اس مین مجبور ہو جاتے ہین میرے خیال مین سناتن دہرم اور نسیم دعوت وغیرہ لاہور۔ بمبئی۔ کشمیر وغیرہ شہرون مین آریون کے پاس مفت روانہ کرنی چاہئین اگر شائع نہ ہون تو پھر وہی مثال ہے کہ نہ بہر نہادن چہ سنگ وچہ زر

امامت مسجد اور ختم وندر وغیرہ ایک سوال پر فرمایا کہ خدا کے پاک کلام قرآن کو ناپاک باتون سے ملا کر پڑھنا بے ادبی ہے وہ تو صرف روٹیون کی غرض سے ملان لوگ پڑھتے ہین اس ملک کے لوگ ختم وغیرہ دیتے ہین تو ملان لوگ لمبی لمبی سورتین پڑھتے ہین کہ شوربا اور روٹی زیادہ ملے ولا تشتروا بآیتی ثمناً قلیلاً یہ کفر ہے جو طریق آج کل پنجاب مین نماز کا ہے میرے نزدیک ہمیشہ سے اوس پر بھی اعتراض ہے۔ ملان لوگ صرف مقررہ آدمیون پر نظر کرکے جماعت کراتے ہین ایسا امام شرعاً ناجائز ہے صحابہ مین کہین نظیر نہیں ہے کہ اس طرح اجرت پر امامت کرائی ہو پھر اگر کسیکو مسجد سے نکالا جاوے تو چیف کورٹ تک مقدمہ چلتا ہے یہان تک کہ ایک دفعہ ایک ملا نے نماز جنازہ کی ۶ یا ۷ تکبیرین کہین لوگون نے پوچھا تو جواب دیا کہ یہ کام روزمرہ کے محاورہ سے یاد رہتا ہے۔ کبھی سال مین ایک آدمی مرتا ہے تو کیسے یاد رہے۔ جب مجھے یہ بات بھول جاتی ہے کہ کوئی مرا بھی کرتا ہے تو اس وقت کوئی میت ہوتی ہے اسیطرح ایک ملا یہان آکر رہا ہمارے میرزا صاحب نے اُسے محلے تقسیم کر دئے ایک دن وہ روتا ہوا آیا کہ مجھے جو محلہ دیا ہے اس کے آدمیون کے قد چھوٹے ہین اس لئے اون کے مرنے پر جو کپڑا ملیگا اس سے چادر بھی نہ بنیگی اس وقت ان لوگون کی حالت بہت ردی ہے صوفی لکھتے ہین کہ مردہ کا مال کھانے سے دل سخت ہو جاتا ہے

مولودخوانی ایک شخص نے مولودخوانی پر سوال کیا فرمایا کہ

آنحضرت کا تذکرہ بہت عمدہ ہے بلکہ حدیث سے ثابت ہے کہ اولیاء اور انبیاء کی یاد سے رحمت نازل ہوتی ہے اور خود خدا نے بھی انبیاء کے تذکرے کی ترغیب دی ہے لیکن اگر اس کے ساتھ ایسے بدعات ملجاویں جن سے توحید میں خلل واقع ہو تو وہ جائز نہیں خدا کی شان خدا کے ساتھ اور نبی کی شان نبی کے ساتھ رکھو آجکل کے مولودوں میں بدعت کے الفاظ زیادہ ہوتے ہیں اور وہ بدعات خدا کے منشاء کے خلاف ہیں اگر بدعات نہ ہوں تو پھر تو وہ ایک وعظ ہے آنحضرۃ کی بعثت پیدائش اور وفات کا ذکر ہو تو موجب ثواب ہے۔ ہم مجاز نہیں ہیں کہ اپنی شریعت یا کتاب بنالیویں بعض ملا اس میں غلو کر کے کہتے ہیں کہ مولود خوانی حرام ہے اگر حرام ہے تو پھر کس کی پیروی کروگے کیونکہ جسکا ذکر زیادہ ہو اس سے محبت بڑھتی ہے اور پیدا ہوتی ہے مولود کے وقت کھڑا ہونا جائز نہیں ان اندھوں کو اس بات کا علم ہی کب ہوتا ہے کہ آنحضرت کی روح آگئی ہے بلکہ ان مجلسوں میں تو طرح طرح کی بدطینت اور بدمعاش لوگ ہوتے ہیں وہاں آپکی روح کیسے آسکتی ہے اور یہ کہاں لکھا ہے کہ روح آتی ہے

ولا تقف ما ليس لك به علم

وہابی اور مشرک دونوں گمراہ ہیں امت وسط ہونا چاہیے دونوں طرف کی رعایت رکھنی چاہیے جب تک وہابی جو کہ آنحضرۃ کی عظمت نہیں سمجھتا وہ بھی خدا سے دور ہے انہوں نے بھی دین کو خراب کر دیا ہے جب کسی نبی ولی کا ذکر آجاوے تو چلا اُٹھتے ہیں کہ ان کو ہم پر کیا فضیلت ہے انہوں نے انبیاء کے خوارق سے فائدہ اُٹھانا نہیں چاہا۔ دوسرے فرقے نے شرک اختیار کیا حتی کہ قبروں کو سجدہ کیا اور اس طرح اپنا ایمان ضائع کیا۔ ہم نہیں کہتے کہ انبیاء کی پرستش کرو بلکہ سوچو اور سمجھو... خدا بارش بھیجتا ہے۔ ہم تو اس پر قادر نہیں ہو سکتے مگر بارش کے بعد کیسی سرسبزی اور شادابی نظر آتی ہے اسیطرح انبیاء کا وجود بھی بارش ہے۔ پھر دیکھو کہ کوڑی اور موتی دونوں دریا ہی سے نکلتے ہیں۔ پتھر اور ہیرا بھی ایک ہی پہاڑ سے نکلتا ہے مگر سب کی قیمت الگ الگ ہوتی ہے اسیطرح خدا نے مختلف وجود بنائے ہیں انبیاء کا وجود اعلیٰ درجہ کا ہوتا ہے اور خدا کی محبت سے بھرا ہوا اس کو اپنے جیسا سمجھ لینا اس سے بڑھکر اور کیا کفر ہوگا۔ بلکہ خدا نے تو وعدہ کیا ہے کہ جو اس سے محبت کرتا ہے وہ انہی میں سے شمار ہوگا آنحضرۃ نے ایک دفعہ فرمایا کہ بہشت میں ایک ایسا مقام عطا ہوگا جس میں صرف میں ہی ہونگا ایک صحابی رو پڑا کہ حضور مجھے جو آپ سے محبت ہے میں کہاں ہوگا آپ نے فرمایا کہ تو بھی میرے ساتھ ہوگا پس سچی محبت سے کام نکلتا ہے ایک مشرک ہرگز سچی محبت نہیں رکھتا۔ میں نے جہاں تک دیکھا ہے وہابیوں میں تیزی اور چالاکی ہوتی ہے خاکساری اور انکساری تو ان کے نصیب نہیں ہوتی یہ ایک طرح سے مسلمانوں کے آریہ ہیں وہ بھی الہام کے منکر یہ بھی منکر۔ جب تک انسان براہ راست یقین حاصل نہ کرے قصص کہانیوں میں ہرگز خدا تک پہنچ نہیں سکتا جو شخص خدا پر پورا ایمان رکھتا ہے ضرور ہے کہ اس پر کچھ تو خدا کا رنگ آجاوے۔

دوسرے گروہ میں سوائے قبر پرستی اور پیر پرستی کے کچھ روح باقی نہیں انہوں نے قرآن کو چھوڑ دیا ہے۔ خدا نے امت وسط کہا تھا جس سے مراد میانہ رو اور وہ دونوں گروہ نے چھوڑ دیا ہے پھر خدا فرماتا ہے ان کنتم تحبون الله فاتبعوني۔ کیا آنحضرۃ نے کبھی روٹیوں پر قرآن پڑھا تھا اگر آپ نے ایک روٹی پر پڑھا ہوتا تو ہم ہزار پر پڑھتے۔ ہاں آنحضرت نے ایک دفعہ خوش الحانی سے قرآن سنا تھا اور آپ اس پر روئے بھی تھے۔ جب یہ آیت آئی کنت علیہم شہیدا آپ روئے اور فرمایا کہ بس کر میں آگے نہیں سن سکتا آپکو اپنے گواہ گذرنے پر خیال گذرا ہوگا ہمیں خود خواہش رہتی ہے کہ کوئی خوش الحان حافظ ہو تو قرآن سنیں۔ آنحضرت نے ہر ایک کام کا نمونہ دکھلا دیا ہے وہ ہمیں کرنا چاہیئے۔ سچے مومن کے واسطے کافی ہے کہ دیکھ لیوے کہ یہ کام آنحضرت نے کیا ہے کہ نہیں اگر نہیں کیا تو کرنے کا حکم دیا ہے کہ نہیں۔ حضرت ابراہیم ع آپکے جد امجد تھے اور قابل تعظیم تھے کیا وجہ کہ آپ نے انکا مولود نہ کروایا (اس سے مراد یہ ہے کہ مولود بطور رسم و عادات کے نہ ہو اور نہ بدعت کے رنگ میں ہو۔ صرف ذکر کے طور پر جیسے اوپر بیان ہوا ہو تو قابل حرج نہیں ہے۔ ایڈیٹر)

اشعار اور نظم اشعار اور نظم پر سوال ہوا تو فرمایا کہ نظم تو ہماری مجلس میں بھی سنائی جاتی ہے آنحضرۃ نے بھی ایک دفعہ ایک شخص ... خوش الحان کی تعریف سنکر اس سے چند ایک اشعار سنے پھر فرمایا کہ رحمک الله یہ لفظ آپ جسے کہتے تھے وہ جلد شہید ہی ہو جاتا چنانچہ وہ بھی میدان میں جاتے ہی شہید ہوگیا ایک صحابی نے آنحضرت کے بعد مسجد میں شعر پڑھے حضرۃ عمر نے روکا کہ مسجد میں مت پڑھو وہ غصہ میں آگیا اور کہا کہ تو کون ہے کہ مجھے روکتا ہے میں نے اسی جگہ اور اسی مسجد میں آنحضرت کے سامنے اشعار پڑھے تھے اور آپ نے مجھے منع نہ کیا حضرۃ عمر خاموش ہوگئے۔

ایک شخص کا اعتراض پیش ہوا کہ میرزا صاحب شعر کہتے ہیں فرمایا آنحضرت نے بھی خود شعر پڑھے ہیں پڑھنا اور کہنا ایک ہی بات ہے۔ پھر آنحضرت کے کل صحابی شاعر تھے حضرۃ عائشہ۔ امام حسن اور امام حسین کے قصائد مشہور ہیں۔ حسان بن ثابت نے آنحضرت کی وفات پر قصیدہ لکھا ہے۔

سید عبد القادر صاحب نے بھی قصائد لکھے ہیں کسی صحابی کا ثبوت نہ دیکھو گے کہ اس نے تھوڑا یا بہت شعر نہ لکھا ہو مگر آنحضرت نے کسیکو منع نہ فرمایا قرآن کی بہت سی آیات شعروں سے ملتی ہیں۔

ایک نے عرض کی کہ سورہ شعرا میں آخر پر شاعروں کی مذمت کی ہے۔

فرمایا کہ وہ مقام پڑھو وہاں خدا نے فسق و فجور کرنے والوں شاعروں کی مذمت کی ہے اور مومن شاعر کا وہاں خود استثنا کر دیا ہے۔ پھر ساری زبور نظم ہے۔ یرمیاہ سلیمان اور موسیٰ کی نظمیں توریت میں ہیں اس سے ثابت ہوا کہ نظم گناہ نہیں ہے ہاں فسق و فجور کی نظم نہ ہو۔

ہمیں خود الہام ہوتے ہیں بعض ان میں سے مقفیٰ اور بعض شعروں میں ہوتے ہیں فقط

قبل از عشاء تعبیر رویا۔ کتے سے مراد ایک طماع آدمی جو کہ تھوڑی سی بات پر راضی اور تھوڑی سی بات پر ناراض ہو جاتے ہیں اور بندر سے مراد ایک مسخ شدہ آدمی ہے۔

مسخ مفسرین سے یہ بات ثابت نہیں ہو کہ مسخ شدہ یہود پر پشم بھی پیدا ہوگئی تھی اور ان کی دم بھی نکل آئی تھی بلکہ ان کے عادات مثل بندروں کے ہوگئے تھے اس وقت بھی امت مثل یہود کے ہوگئی ہے اس سے مراد یہی ہے کہ ان کی خصلت ان میں آگئی ہے کہ مامور کا انکار کرتے ہیں۔

کسر صلیب پر فرمایا کہ اب ایک ہوا چل پڑی ہے جیسے ہم ا... دلوں میں ڈالا ہے کہ مسیح مر گیا ویسے ہی اب ان کے (اہل یورپ و امریکہ کے) لوگوں کے دلوں میں ڈالا ہے اخبار اور رسالے نکلتے ہیں اور مسیح کی امید لگ رہی ہے سب پکار رہے ہیں کہ یہی زمانہ ہے

تعبیر رویا۔ دانت کی داڑھ نکلکر اگر کانچ کی نظر آوے تو خطرناک ہوا کرتی ہے۔ دانت اگر ٹوٹ کر ہاتھ میں رہے تو عمدہ ہے۔

اس کے بعد مفتی محمد صادق صاحب پھر سول اخبار کا لیفٹ مضمون سنانے لگے جس میں اسلامی عورتوں کا ذکر تھا۔ جس پر حضرۃ نے فرمایا کہ کوئی زمانہ ایسا نہیں ہے جس میں اسلامی عورتیں صالحات میں نہ ہوں گو تھوڑی ہوں مگر ہونگی ضرور جس نے عورت کو صالح بنانا ہو وہ آپ صالح بنے ہماری جماعت کے لئے ضروری ہے کہ اپنی پرہیزگاری کے لئے عورتوں کو پرہیزگاری سکھاویں ورنہ وہ گنہگار ہونگے اور جبکہ اس کی عورت سامنے ہوکر

بتلا سکتی ہو کہ تجہ مین فلان فلان عیب ہین تو پہر عورت خدا سے کیا ڈریگی۔ جب تقوی نہ ہو تو ایسی حالت مین اولاد بھی پلید پیدا ہوتی ہے اولاد کا طیب ہونا تو طیبات کا سلسلہ چاہتا ہے اگر یہ نہو تو پہر اولاد خراب ہوتی اس لئے چاہئیو کہ سب توبہ کرین اور عورتون کو اپنا اچہا نمونہ دکہلاوین عورت خاوند کی جاسوس ہوتی ہے وہ اپنی بدیان اُس سے پوشیدہ نہین رکہ سکتا نیز عورتین چہپی ہوئی دانا ہوتی ہین یہ نہ خیال کرنا چاہئے کہ وہ رجمن ہین وہ اندر ہی اندر تمام سب اثرون کو حاصل کر لی ہین جب خاوند سیدہے رستہ پر ہوگا تو وہ اُس سے بھی ڈریگی اور خدا سے بھی۔

ایسا نمونہ دکہانا چاہئے کہ عورت کا یہ مذہب ہو جاوے کہ میرے خاوند جیسا اور کوئی نیک بھی دنیا مین نہین ہے اور یہ اعتقاد کرے کہ یہ باریک سے باریک نیکی کی رعایت کرنیوالا ہے۔ جب عورت کا یہ اعتقاد ہو جاویگا تو ممکن نہین کہ وہ خود نیکی سے باہر رہے۔ جب انبیاؤن اولیاؤن کی عورتین نیک تہین اس لئے کہ ان پر نیک اثر پڑتے تہے۔ جب مرد بدکار اور فاسق ہوتے ہین تو ان کی عورتین بھی ویسی ہی ہوتی ہین ایک چور کی بیوی کو یہ خیال کب ہو سکتا ہے کہ مین تہجد پڑہون۔ خاوند تو چوری کرنے جاتا ہے تو کیا وہ پیچہے تہجد پڑہتی ہی۔

الرجال قوامون علی النسا اسی لئے کہا ہے کہ عورتین خاوندون سے متاثر ہوتی ہین جس حد تک خاوند صلاحیت اور تقوی بڑہاویگا کچہ حصہ اس سے عورتین ضرور لینگی ویسے ہی اگر وہ بدمعاش ہوگا تو بدمعاشی سے وہ حصہ لینگی۔

مورخہ ۱۶ مارچ ۱۹۰۳ء بروز دوشنبہ

سیر بعض احباب نے اپنے اپنے رویا سنائے آپنے فرمایا کہ خواب بھی ایک اجمال ہوتا ہے اور اس کی تعبیر صرف قیاسی ہوتی ہے۔

رویا و الہام رات کو مین نے خواب دیکہا کہ ایک شخص اپنی جماعت مین سے گہوڑے پر سے گر پڑا اتنے مین آنکہ کہل گئی سوچتا رہا کہ کیا تعبیر کرین قیاسی طور پر جو بات اقرب ہووے لگائی جا سکتی ہے کہ اس اثنا مین غنودگی غالب ہوئی اور الہام ہوا "استقامت مین فرق آگیا"۔ ایک صاحب نے کہا کہ وہ کون شخص ہے حضرت نے فرمایا کہ معلوم تو ہے مگر جب تک خدا کا اذن نہ ہو مین تبلایا نہین کرتا میرا کام دعا کرنا ہے۔

سود اور ایمان ایک نے سوال کیا کہ ضرورت پر سودی روپیہ لیکر تجارت وغیرہ کرنیکا کیا حکم ہے فرمایا حرام ہے ہان اگر کسی دوست اور تعارف کی جگہ سے روپیہ لیا جاوے اور کوئی وعدہ اُس کو زیادہ دینے کا نہ ہو نہ اُس کے دل مین زیادہ دینے کا خیال ہو پہر اگر مقروض اصل سے کچہ زیادہ دیدے تو وہ سود نہین ہوتا بلکہ یہ تو ھل جزاء الاحسان الا الاحسان ہے۔ اس پر ایک صاحب نے سوال کیا کہ اگر ضرورت سخت ہو اور سوائے سود کے کام نہ چل سکے تو پہر؟ اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ خدا تعالے نے اس کی حرمت مومنون کے واسطے مقرر کی ہے اور مومن وہ ہوتا ہے جو ایمان پر قائم ہو اللہ تعالی اس کا متولی اور متکفل ہوتا ہے اسلام مین کروڑہا ایسے آدمی گذرے ہین جنہون نے نہ سود لیا نہ دیا آخر ان کے حوائج بھی پوری ہوتی رہی کہ نہ۔ خدا تعالی فرماتا ہے کہ نہ لو نہ دو جو ایسا کرتا ہے وہ گویا خدا کے ساتہ لڑائی کی طیاری کرتا ہے ایمان ہو تو اس کا صلہ خدا بخشتا ہے۔ ایمان بڑی بابرکت شے ہے الم تعلم ان اللہ علی کل شئی قدیر۔ اگر کسے خیال ہو کہ پہر کیا کرے تو کیا خدا کا حکم بھی بیکار ہے اُس کی قدرت بہت بڑی ہے۔ سود تو کوئی شے ہی نہین ہے اگر اللہ تعالی کا حکم ہوتا کہ زمین کا پانی نہ پیا کرو۔ تو وہ ہمیشہ بارش کا پانی آسمان سے دیا کرتا اسیطرح ضرورت پر وہ خود ایسی راہ نکال ہی دیتا ہے کہ جس سے اس کی نافرمانی بھی نہ ہو۔ جب تک ایمان مین میل کچیل ہوتا ہے تب تک یہ ضعف اور کمزوری ہے کوئی گناہ چہوٹ نہین سکتا جب تک خدا نہ چہڑاوے ورنہ انسان تو ہر ایک گناہ پر یہ عذر پیش کر سکتا ہے کہ ہم چہوڑ نہین سکتے اگر چہوڑین تو گذارہ نہین چلتا۔ دوکانداروں عطارون کو دیکہا جاوے کہ پرانا مال سالہا سال تک بیچتے ہین دہوکا دیتے ہین ملازم پیشہ لوگ رشوت خوری کرتے ہین اور سب یہ عذر کرتے ہین کہ گذارہ نہیں چلتا ان سب کو اگر اکہٹا کر کے نتیجہ نکالا جاوے تو پہر یہ نکلتا ہے کہ خدا کی کتاب پر عمل ہی نہ کرو کیونکہ گذارہ نہین چلتا حالانکہ مومن کے لئے خدا خود سہولت کر دیتا ہے یہ تمام راستبازون کا مجرب علاج ہے کہ مصیبت اور صعوبت مین خدا خود راہ نکال دیتا ہے لوگ خدا کی قدر نہیں کرتے۔ جیسے بہروسہ انکو حرام کے دروازے پر ہے ویسا خدا پر نہین ہے خدا پر ایمان یہ ایک ایسا نسخہ ہے کہ اگر قدر ہو تو بھی چاہیے کہ جیسے اور عجیب نسخہ مخفی رکہنا چاہتے ہین ویسے ہی اسے بھی مخفی رکہا جاوے۔

مین نے کئی دفعہ بیماریون مین آزمایا ہے کہ پیشاب بار بار آرہا ہے دست بھی لگے ہین۔ آخر خدا سے دعا کی صبح کو الہام ہوا دعاءک مستجاب اس کے بعد ہی وہ کثرت جاتی رہی اور کمزوری کی جگہ طاقت آگئی یہ خدا کی طاقت ہے ایسا خدا عجیب ہے کہ ان نسخون سے بھی زیادہ قابل قدر ہے جو کیمیا وغیرہ کے ہوتے ہین مجہے بھی ایک دفعہ خیال آیا کہ یہ تو چہپانے کے قابل ہے پہر سوچا کہ یہ تو بخل ہے ایسی مفید شے کو دنیا پر اظہار کرنا چاہیے کہ مخلوق الہی کو فائدہ حاصل ہو۔ یہی فرق اسلام اور دوسرے مذاہب کے خدا مین ہے انکا خدا بولتا نہین۔ خدا معلوم یہ بھی کیسا ایمان ہے اسلام کا خدا جیسے پہلے تہا ویسے ہی اب ہے نہ طاقت کم ہوئی نہ بوڑہا ہوا نہ کچہ اور نقص اسمین واقع ہوا۔ ایسے خدا پر جسکا ایمان ہو وہ اگر آگ مین بھی پڑا ہو تو اُسے حوصلہ ہوتا ہے ابراہیم علیہ السلام کو آخر آگ مین ڈالا ہی تہا ویسے ہی ہم بھی آگ مین ڈالے گئے خون کا مقدمہ بنایا گیا۔ اگر اس مین ۵ یا دس سال کی قید ہو جاتی تو سب سلسلہ تباہ ہو جاتا۔ سب قومون نے متفق ہو کر یہ آگ سلگائی تھی کیا کم آگ تھی اس وقت سوائے خدا کے اور کون تہا اور وہی الہام ہوئے جو کہ حضرۃ ابراہیم علیہ السلام کو ہوئے تہے آخر مین الہام ہوا ابرا۔ اور تسلی دلی کہ سب کچہ میرے ہاتہ مین ہے۔

پولس وغیرہ کا روپیہ اور بنکون کا سود ایک صاحب نے سوال کیا کہ ریلوے مین جو لوگ ملازم ہوتے ہین ان کی تنخواہ مین سے ۱ر فی روپیہ کاٹ کر رکہا جاتا ہے پہر کچہ عرصہ کے بعد وہ روپیہ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتہ کچہ زائد روپیہ بھی وہ دیتے ہین اسکا کیا حکم ہے۔

فرمایا کہ شرع مین سود کی یہ تعریف ہے کہ ایک شخص اپنے فائدے کے لئے دوسرے کو روپیہ قرض دیتا ہے اور فائدہ مقرر کرتا ہے یہ تعریف جہان صادق آویگی وہ سود کہلاویگا۔ لیکن جس نے روپیہ لیا ہے اگر وہ وعدہ وعید تو کچہ نہین کرتا اور اپنی طرف سے زیادہ دیتا ہے تو وہ سود سے باہر ہے چنانچہ انبیاء ہمیشہ شرائط کی رعایت کرتے آئے ہین اگر بادشاہ کچہ روپیہ لیتا ہے اور وہ اپنی طرف سے زیادہ دیتا ہے اور دینے والا اس نیت سے نہین دیتا کہ سود ہے تو وہ بھی سود مین داخل نہین ہے وہ بادشاہ کی طرف سے احسان ہے۔ پیغمبر خدا نے کسی سے ایسا قرضہ نہین لیا کہ ادائیگی وقت اوسے کچہ نہ کچہ ضرور زیادہ نہ دیا ہو یہ خیال رہنا چاہئے کہ اپنی خواہش نہ ہو۔ خواہش کے برخلاف جو زیادہ ملتا ہے وہ سود مین داخل نہین ہے

ایک صاحب نے بیان کیا کہ سید احمد خان صاحب نے لکہا ہے اضعافا مضاعفا کی ممانعت ہے فرمایا کہ یہ بات غلط ہے۔ کہ سود در سود کی ممانعت کی گئی ہے اور سود جائز رکہا ہے شریعت کا ہر گز یہ منشا نہین ہے یہ فقرے اسی قسم کے ہوتے ہین جیسے کہا جاتا ہے کہ گناہ در گناہ مت کرتے جاؤ اس سے یہ مطلب نہین ہوتا کہ گناہ ضرور کرو۔

اس قسم کا روپیہ جو کہ گورنمنٹ سے ملتا ہے وہ اسی حالت مین سود ہوگا جبکہ لینے والا اسی خواہش سے روپیہ دیتا ہے کہ مجکو سود ملے ورنہ گورنمنٹ جو اپنی طرف سے احسانًا دیوے وہ سود مین داخل نہیں ہے۔

بتلا سکتی ہے کہ تجھ مین فلان فلان عیب ہین تو پھر عورت کیا خدا سے ڈریگی جب تقوی نہ ہو تو ایسی حالت مین اولاد بھی پلید پیدا ہوتی ہے اولاد کا طیب ہونا تو طیبات کا سلسلہ چاہتا ہے اگر یہ نہو تو پھر اولاد خراب ہوتی اس لیے چاہئے کہ سب توبہ کرین اور عورتون کو اپنا اچھا نمونہ دکھلاوین عورت خاوند کی جاسوس ہوتی ہے وہ اپنی بدیان اس سے پوشیدہ نہین رکھ سکتا نیز عورتین چھپی ہوئی دانا ہوتی ہین یہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ وہ احمق ہین وہ اندر ہی اندر تہذیب سب اثرون کو حاصل کر لیتی ہین جب خاوند سیدھے رستہ پر ہوگا تو وہ اس سے بھی ڈریگی اور خدا سے بھی۔ ایسا نمونہ دکہانا چاہیئے کہ عورت کا یہ مذہب ہو جاوے کہ میرے خاوند جیسا اور کوئی نیک بھی دنیا مین نہین ہے اور وہ یہ اعتقاد کرے کہ یہ باریک سے باریک نیکی کی رعایت کرنیوالا ہے۔ جب عورت کا یہ اعتقاد ہو جاویگا تو ممکن نہین کہ وہ خود نیکی سے باہر رہے۔ سب انبیاؤن اولیاؤن کی عورتین نیک تہین اس لئے کہ اپنی نیک اثر پڑتے تہے۔ جب مرد بدکار اور فاسق ہوتے ہین تو ان کی عورتین بھی ویسی ہی ہوتی ہین ایک چور کی بیوی کو یہ خیال کب ہو سکتا ہے کہ مین تہجد پڑھون۔ خاوند تو چوری کرنے جاتا ہے تو کیا وہ پیچھے تہجد پڑھتی ہے۔

الرجال قوامون علی النساء اسی لئے کہا ہے کہ عورتین خاوندون سے متاثر ہوتی ہین جس حد تک خاوند صلاحیت اور تقوی بڑہاویگا کچھ حصہ اس سے عورتین ضرور لینگی ویسے ہی اگر وہ بدمعاش ہوگا تو بدمعاشی سے وہ حصہ لینگی +

مورخہ ۱۶ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء بروز دوشنبہ

Digitized by Khilafat Library

سیر بعض احباب نے اپنے اپنے رویا سنائے آپنے فرمایا کہ خواب بھی ایک اجمال ہوتا ہے اور اس کی تعبیر صرف قیاسی ہوتی ہے +

رویا و الہام رات کو مین نے خواب دیکھا کہ ایک شخص اپنی جماعت مین سے گھوڑے پر سے گر پڑا اتنے مین آنکھ کھل گئی سوچتا رہا کہ کیا تعبیر کرین قیاسی طور پر جو بات اقرب ہو وہ لگائی جا سکتی ہے کہ اس اثناء مین غنودگی غالب ہوئی اور الہام ہوا "استقامت مین فرق آگیا"

ایک صاحب نے کہا کہ وہ کون شخص ہے حضرت نے فرمایا کہ معلوم تو ہے مگر جب تک خدا کا اذن نہ ہو مین بتلایا نہین کرتا میرا کام دعا کرنا ہے۔

سود اور ایمان ایک نے سوال کیا کہ ضرورت پر سودی روپیہ لیکر تجارت وغیرہ کرنیکا کیا حکم ہے فرمایا حرام ہے ہان اگر کسی دوست اور متعارف کی جگہ سے روپیہ لیا جاوے اور کوئی وعدہ اس کو زیادہ دینے کا نہ ہو نہ اس کے دل مین زیادہ لینے کا خیال ہو پھر اگر مقروض اصل سے کچھ زیادہ دیدے تو وہ سود نہین ہوتا بلکہ یہ تو ھل جزاء الاحسان الا الاحسان ہے۔ اس پر ایک صاحب نے سوال کیا کہ اگر ضرورت سخت ہو اور سوائے سود کے کام نہ چل سکے تو پھر اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ خدا تعالے نے اس کی حرمت مومنون کے واسطے مقرر کی ہے اور مومن وہ ہوتا ہے جو ایمان پر قائم ہو اللہ تعالیٰ اس کا متکفل ہوتا ہے اسلام مین کروڑہا ایسے آدمی گذرے ہین جنہون نے نہ سود لیا نہ دیا آخر ان کے حوائج بھی پوری ہوتی رہی کہ نہ۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ نہ لو نہ دو جو ایسا کرتا ہے وہ گویا خدا کے ساتھ لڑائی کی طیاری کرتا ہے ایمان ہو تو اس کا صلہ خدا بخشتا ہے۔ ایمان بڑی بابرکت شے ہے الم تعلم ان اللہ علی کل شیء قدیر۔ اگر کسے خیال ہو کہ پھر کیا کرے تو کیا خدا کا حکم بھی بیکار ہے اس کی قدرت بہت بڑی ہے۔ سود تو کوئی شے ہی نہین ہے اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہوتا کہ زمین کا پانی نہ پیا کرو۔ تو وہ ہمیشہ بارش کا پانی آسمان سے دیا کرتا اسیطرح ضرورت پر وہ خود ایسی راہ نکال ہی دیتا ہے کہ جس سے اس کی نافرمانی بھی نہ ہو۔ جب تک ایمان مین میل کچیل ہوتا ہے۔ تب تک یہ ضعف اور کمزوری ہے کوئی گناہ چھوٹ نہین سکتا جب تک خدا نہ چھڑاوے ورنہ انسان تو ہر ایک گناہ پر یہ عذر پیش کر سکتا ہے کہ ہم چھوڑ نہین سکتے اگر چھوڑین تو گذارہ نہین چلتا۔ دوکاندارون عطارون کو دیکھا جاوے کہ پرانا مال سالہا سال تک بیچتے ہین دھوکا دیتے ہین ملازم پیشہ لوگ رشوت خوری کرتے ہین اور سب یہ عذر کرتے ہین کہ گذارہ نہیں چلتا ان سب کو اگر اکٹھا کر کے نتیجہ نکالا جاوے تو پھر یہ نکلتا ہے کہ خدا کی کتاب ہی پر عمل نہ کرو کیونکہ گذارہ نہین چلتا حالانکہ مومن کے لئے خدا خود سہولت کر دیتا ہے یہ تمام راستبازون کا مجرب علاج ہے کہ مصیبت اور صعوبت مین خدا خود راہ نکال دیتا ہے لوگ خدا کی قدر نہیں کرتے۔ جیسے بھروسہ انکو حرام کے دروازے پر ہے ویسا خدا پر نہین ہے خدا پر ایمان یہ ایک ایسا نسخہ ہے کہ اگر قدر ہو تو جی چاہے کہ جیسے اور عجیب نسخہ مخفی رکھنا چاہتے ہین ویسے ہی اسے بھی مخفی رکھا جاوے۔

مین نے کئی دفعہ بیماریون مین آزمایا ہے کہ پیشاب بار بار آ رہا ہے دست بھی لگے ہین۔ آخر خدا سے دعا کی صبح کو الہام ہوا دعاءک مستجاب اس کے بعد ہی وہ کثرت جاتی رہی اور کمزوری کی جگہ طاقت آگئی یہ خدا کی طاقت ہے ایسا خدا عجیب ہے کہ ان نسخون سے بھی زیادہ قابل قدر ہے جو کیمیا وغیرہ کے ہوتے ہین مجھے بھی ایک دفعہ خیال آیا کہ یہ تو چھپانے کے قابل ہے پھر سوچا کہ یہ تو بخل ہے ایسی مفید شے کو دنیا پر اظہار کرنا چاہیئے کہ مخلوق الہی کو فائدہ حاصل ہو۔ یہی فرق اسلام اور دوسرے مذاہب کے خداؤن مین ہے انکا خدا بولتا نہین۔ خدا معلوم یہ بھی کیسا ایمان ہے اسلام کا خدا جیسے پہلے تھا ویسے ہی اب ہے نہ طاقت کم ہوئی نہ بوڑہا ہوا نہ کچھ اور نقص اسمین واقع ہوا۔ ایسے خدا پر جسکا ایمان ہو وہ اگر آگ مین بھی پڑا ہو تو اسے حوصلہ ہوتا ہے ابراہیم علیہ السلام کو آخر آگ مین ڈالا ہی تھا جیسے ہی ہم بھی آگ مین ڈالے گئے خون کا مقدمہ بنایا گیا۔ اگر اس مین ۵ یا دس سال کی قید ہو جاتی تو سب سلسلہ تباہ ہو جاتا۔ سب قومون نے متفق ہو کر یہ آگ سلگائی تھی کیا کم آگ تھی اس وقت سوائے خدا کے اور کون تھا اور وہی الہام ہوئے جو کہ حضرۃ ابراہیم علیہ السلام کو ہوئے تھے آخر مین الہام ہوا "ابرا" اور تسلی دی کہ سب کچھ میرے ہاتھ مین ہے +

بونس وغیرہ کا روپیہ اور بنکون کا سود ایک صاحب نے سوال کیا کہ ریلوے مین جو لوگ ملازم ہوتے ہین ان کی تنخواہ مین سے ا ر فی روپیہ کاٹ کر رکہا جاتا ہے پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ روپیہ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھ کچھ زائد روپیہ بھی وہ دیتے ہین اس کا کیا حکم ہے۔

فرمایا کہ شرع مین سود کی یہ تعریف ہے کہ ایک شخص اپنے فائدے کے لئے دوسرے کو روپیہ قرض دیتا ہے اور فائدہ مقرر کرتا ہے یہ تعریف جہان صادق آویگی وہ سود کہلاویگا۔ لیکن جس نے روپیہ لیا ہے اگر وہ وعدہ وعید تو کچھ نہین کرتا اور اپنی طرف سے زیادہ دیتا ہے تو وہ سود سے باہر ہے چنانچہ انبیاء ہمیشہ شرائط کی رعایت رکھتے آئے ہین اگر بادشاہ کچھ روپیہ لیتا ہے اور وہ اپنی طرف سے زیادہ دیتا ہے اور دینے والا اس نیت سے نہین دیتا کہ سود ہے تو وہ بھی سود مین داخل نہین ہے وہ بادشاہ کی طرف سے احسان ہے۔ پیغمبر خدا نے کسی سے ایسا قرضہ نہین لیا کہ ادائیگی وقت اوسے کچھ نہ کچھ ضرور زیادہ نہ دیدیا ہو یہ خیال رہنا چاہیئے کہ اپنی خواہش نہ ہو۔ خواہش کے برخلاف جو زیادہ ملتا ہے وہ سود مین داخل نہین ہے

ایک صاحب نے بیان کیا کہ سید احمد خان صاحب نے لکھا ہے اضعافا مضاعفۃ کی ممانعت ہے فرمایا کہ یہ بات غلط ہے کہ سود در سود کی ممانعت کی گئی ہے اور سود جائز رکھا ہے شریعت کا ہرگز یہ منشا نہین ہے یہ فقرے اسی قسم کے ہوتے ہین جیسے کہا جاتا ہے کہ گناہ در گناہ مت کرتے جاؤ اس سے یہ مطلب نہین ہوتا کہ گناہ ضرور کرو۔

اس قسم کا روپیہ جو کہ گورنمنٹ سے ملتا ہے وہ اسی حالت مین سود ہوگا جبکہ لینے والا اسی خواہش سے روپیہ دیتا ہے کہ مجکو سود ملے ورنہ گورنمنٹ جو اپنی طرف سے احسانا دیوے وہ سود مین داخل نہیں ہے +

رشوۃ وغیرہ حرام مال سے جو عمارت وغیرہ ہو

ایک صاحب نے سوال کیا کہ اگر ایک شخص تائب ہو تو اس کے پاس جو اول جائداد رشوۃ وغیرہ سے بنائی ہو اس کا کیا حکم ہے فرمایا شریعت کا حکم ہے کہ توبہ کرے تو جس جس کا وہ حق ہے وہ اسی پہنچایا جاوے - رشوۃ اور ہدیہ مین ہمیشہ تمیز چاہیے - رشوۃ وہ مال ہے کہ جب کیسی حق تلفی کے واسطے دیا یا لیا جاوے ورنہ اگر کسی نے ہمارا ایک کام محنت سے کر دیا ہے اور حق تلفی بھی کسی کی نہین ہوئی تو اس کو جو دیا جاویگا وہ اس کی محنت کا معاوضہ ہے -

انشیورنس اور بیمہ وغیرہ

انشیورنس اور بیمہ پر سوال کیا گیا فرمایا کہ سود اور قمار بازی کو الگ کر کے دوسرے اقرارون اور ذمہ داریون کو شریعت نے صحیح قرار دیا ہے قمار بازی مین ذمہ واری نہین ہوتی - دنیا کے کاروبار مین ذمہ داری کی ضرورت ہے - دوسرے ان تمام سوالون مین اس امر کا خیال بھی رکھنا چاہیے کہ قرآن شریف مین حکم ہے کہ بہت کھوج نکال نکال کر مسائل نہ پوچھنے چاہئین مثلاً اب کوئی دعوت کھانے جاوے تو اب اسی خیال مین لگجاوے کہ کسیوقت حرام کا پیسہ ان کے گھر آیا ہوگا پھر اسطرح تو آخرکار دعوتون کا کھانا ہی بند ہو جاویگا - خدا کا نام ستار بھی ہے ورنہ دنیا مین عام طور پر ستار نکم ہوتے ہین مستور الحال بہت ہوتے ہین یہ بھی قرآن مین لکھا ہے ولا تجسسوا یعنی تجسس مت کیا کرو ورنہ اسطرح تم مشقت مین پڑوگے +

قبل از عشاء

ایک صاحب (جو کہ اپنا نام اظہار کرنا نہین چاہتے) کا نکاح امرتسر مین ایک احمدی بھائی کی دختر کے ساتھ پڑھا گیا - جیسے حکیم نور الدین صاحب نے ایک لطیف خطبہ پڑھا اس کا خلاصہ انہی الفاظ مین ہم ذیل مین درج کرتے ہین ہماری احباب کو چاہیے کہ اپنی شادی بیاہون مین ان باتونکو ضرور مدنظر رکھا کرین تاکہ ان کا ہر ایک فعل الہی امر کی اطاعت کے رنگ مین ہو اور نفسانی اور... اللہ تعالے نے یہ نصیحت فرمائی ہے کہ تقویٰ اختیار کرو - شادی کرنے مین لوگون کو کبھی مال کا لحاظ ہوتا ہے اور کبھی جمال کا لحاظ ہوتا ہے - کبھی حسب ونسب کا خیال ہوتا ہے - غرض بہت قسم کے نفسانی اور شہوانی اغراض مد نظر ہوتی ہین لیکن اللہ تعالے نے اور اس کے رسول نے جو نکاحون کے معاملات بتلائے ہین ان مین تقویٰ پر زور دیا ہے اور اس سے غرض یہ ہے کہ انسان شہوت کی نظر سے بچے بری اور گندی گفتگوؤن سے بچے - دیکھا گیا ہے کہ تعدد ازدواج کی ضرورت پر بحث کرتے ہوئے لوگ حکیمانہ طرز پر چلے جاتے ہین مگر اصل اور صحیح بات کہ جس کے لئے تعدد ازدواج کے جواز کی ضرورت ہے وہ تقویٰ ہے صحیح اور سیدھی بات - انسان کو جب ہی نصیب ہوتی ہے جب اسے تقویٰ کا خیال ہو اس وقت خود خدا اعمال افعال مین تقویٰ عطا کرتا ہے +

پھر ان آیات مین اللہ تعالی بتلاتا ہے کہ خلقکم من نفس واحدۃ کہ اللہ نے ایک ہی جی سے تم کو پیدا کیا اور دیکھو کہ اس سے کس قدر مخلوق بڑھی ہی - رشتہ ناتہ لڑکے لڑکیان وغیرہ کیسے تعلقات ہین کہ آپس مین بڑھتے جاتے ہین اور انہی کے لئے نکاح ہے تاکہ محبت امن اور باہمی تعلقات آپس مین پیدا ہون پھر اس سب سے اصل مقصود تقویٰ ہی ہے - متقی کا ہر ایک عمل قبول ہوتا ہے - متقی ہر ایک تنگی سے بچایا جاتا ہے متقی کو ایسی جگہ سے رزق ملتا ہے جہان اس کو پتہ نہو یاد رکھو کہ ان رشتہ داریون کی بنا تقویٰ پر ہے آنحضرت کو ان تعلقات کا کہان تک خیال تہا اس کی نسبت سنلو کہ ایک دفعہ آپ نے وعظ مین فرمایا کہ مصر فتح ہوگی تو وہان ہمارے رشتہ کا خیال رکھنا آخر جب صحابہ نے اسے فتح کیا تو اس پر عمل کیا اور جب وہان کے پادریون وغیرہ سے بہت احسان اور مروت کی گئی تو انہون نے متحیر ہو کر باعث پوچھا تو بتلایا گیا کہ ہمارے نبی کریم نے فرمایا تہا کہ وہان ہمارا رشتہ ہے اس کو سنکر بڑے پادری نے کہا کہ اتنے دور دراز رشتے کا خیال سوائے ایک نبی کے اور کوئی رکھ نہین سکتا اس لئے وہ مسلمان ہو گیا +

مجھے اس وقت حیرت ہوتی ہے جبکہ دیکھتا ہون کہ بعض لوگون کو اپنے باپ دادا کے نام سے بھی اطلاع نہین ہوتی شادی کی ایک غرض یہ بھی ہے کہ ایک دوسرے سے سلوک کیا جاوے - جب انسان شادی کرتا ہے تو اسے سالی اور بیوی کے دوسرے خویش واقارب کا اسے خیال رکھنا پڑتا ہے ان سب کے ساتھ احسان اور نیکی سے پیش آنا چاہیئے دوسری غرض شادی سے یہ ہے کہ انسان کے اندر بہت سے قویٰ ایسے ہین کہ انکا نشوونما ہو ہی نہیں سکتا جب تک کہ شادی نہ ہو جن بعض لوگون کی بیوی بچے سالا وغیرہ نہین ہوتے وہ ایسے بطال ہو جاتے ہین کہ نفس پر حکومت کا ذریعہ ان کو مل ہی نہین سکتا اکیلے ہوتے ہین جہان سے ذرا طبیعت بگڑی جلدی لڑے اور اسی قسم کی باتین ان سے سرزد ہوتی ہین یہ موقعے نفس پر قابو پانے اور حکومت کرنے کے ہوتے ہین جو ان کو میسر نہین آتے - جو شادی کرتا ہے تو اکثر اوقات ایک ان پڑھ - کمزور - ناآشنا عورت سے پالا پڑتا ہے - پھر اسے ایک مقام پر اپنے ساتھ رکھکر باہم زندگی بسر کرنی ذرا سوچکر دیکھو اس کے لئے کس قدر قوت درکار ہے جب تک انسان اپنے قوائے پر حکمران نہو تو گذارہ ہو ہی نہین سکتا - اپنے نفس کے خلاف عورت سے کلمات سننے پڑتے ہین وہ نا تربیت یافتہ ہوتی ہے اس کو وسیع علم نہین ہوتا - اس کی باتون پر اور بعض خانگی نقصانون پر صبر کرنا پڑتا ہے یہ ایک سبق ہے جو کہ شادی کرنے سے انسان کو ملتا ہے - خدا طرفین کے دلمین یہی ڈالے کہ وحدت اور الفت اور تقوائے کی نیت سے یہ رشتہ ہو اور سب دعا کرو کہ جو امور قرآن چاہتا ہے وہ پوری ہون

اس کے بعد مولوی صاحب نے لڑکے سے پوچھا کہ فلان شخص اپنی بیٹی بنام ...... بہ مہر مبلغ ۱۵۰ روپیہ آپکے نکاح مین دیتا ہے آپ کو قبول ہے لڑکے نے کہا ہان پھر لڑکی کے والد سے پوچھا کہ آپکو قبول ہے اس نے کہا ہان قبول ہے اس کے بعد دعا کی گئی -

بعد ازین پنڈت نند کشور صاحب جو کہ سناتن دھرم مذہب کے ایک عالم فاضل متجر لکچرار ہین حضرۃ صاحب کی ملاقات کے واسطے تشریف لائے آتے ہی حضرت صاحب سے انہون نے سلام وعلیکم کیا اور مصافحہ کیا - حضرت صاحب نے نیوگ دعوت اور سناتن دھرم وغیرہ کی نسبت ان کی رائے دریافت کی - پنڈت صاحب نے فرمایا کہ ان کتب مین آپنے ویسے ہی لکھا ہے - جیسے انبیاء کا دستور ہے خدا کے برگزیدون سے گندے لفظ نکل ہی نہین سکتے آریہ لوگون کی مثال انہون نے یہ دی کہ جیسے کھاری چشمہ سے میٹھا پانی نہین نکل سکتا اسیطرح وہ لوگ نکھ ہی کیا سکتے ہین +

حضرۃ اقدس نے آریہ سماج کی نسبت ذکر کیا کہ یہ لوگ بالکل حقیقت ایمان سے بے نصیب ہین - ایمان تو عقلمندون کی آزمائش کے لئے ہے کہ کچھ عقل سے کام لیوا اور کچھ ایمان سے - معجزات مین یہ عادۃ اللہ ہرگز نہین ہے کہ ایسے کام دکھلائے جاوین جو کہ خدا کی عادت کے برخلاف دنیا مین ہون - مثلاً سوال کرتے ہین کہ سو یا پچاس سال کے مردہ آکر شہادت دیوین - گو کہ یہ ہو تو سکتا ہے مگر سوال ہے کہ جو اس کے بعد قبول کریگا اسے کیا فائدہ ہوگا جب سب حقیقت کھل گئی اور ایک سو دو سو آدمی کی شہادت بھی ملگئی تو اب کس کی عقل ماری ہے کہ انکار کرے ہندو ورنہ جمار کسکو گنجائش ہی انکار کی نہین رہتی ہمارے ہان لکھا ہے کہ اس قسم کا ایمان فائدہ نہین دیتا - اگر دن چڑھا ہوا ہو اور کوئی کہے کہ مین دن پر ایمان لایا یا چاند پورا چودہوین کا ہے اور کوئی اس پر ایمان لا دے تو اسے کیا فائدہ ہوگا اور کس تعریف کا مستحق ہے ہان اگر اول شب کی چاند پر جسکا نام ہلال ہے کوئی اسے دیکھکر بتلا دے تو اس کی نظر کی تعریف کی جاویگی اور جسکی نظر کم دبیش ہے وہ کھل جاویگی تو نشانون مین بھی اصول خدا نے رکھا ہے کہ ایک پہلو مین ایمان سے فائدہ اٹھاوین اور ایک پہلو مین عقل سے - ورنہ ایمان ایمان نہین رہتا ایک مخفی امر کو

عقل سے سوچکر قرائن ملاکر مان لینے کا نام ایمان ہے ...... ان لوگون کی عقل موٹی ہے ایسے نشان طلب کرتے ہین جو کہ عادت اللہ کے خلاف ہین ہم یہ پیش کرتے ہین کہ جو سچا مذہب ہوتا ہے آمین امتیاز ہوتا ہے جس قدر تائیدات اور خوارق جس حد تک خدا نے اسلام کی تائید مین رکھے ہین وہ کسی دوسرے مذہب کے لئے ہرگز نہین ہین مگر یہ ان امور مین مقابلہ چاہتے ہین جو کہ عادت اللہ کے خلاف ہین دوسرے خدا غلام نہین ہے کہ کسی کے تابع ہو بلکہ وہ خدا کے تابع ہین ہم نے ان سے یہ چاہا ہے کہ اس طرح سے فیصلہ کر لو کہ ہزارون اعتراض جو تم لوگ کرتے ہو انہین سے دو اعتراض چن لو اگر وہ سچے نکل آوین تو باقی کے بھی سب سچے اور اگر وہ جھوٹے نکل آوین تو باقی کے سب جھوٹے مگر ان لوگون کو موت کا خوف نہین۔ اگر عقل ہو تو لازم ہے کہ وہ اسلام کے سوائے کوئی سچا پاک مذہب دکھلا دین

اور طلاق کی نسبت اعتراض ہے ہم کہتے ہین کہ اچھا آج تک جس قدر طلاق اسلام مین ہوئی ہین ان کی فہرست ہم سے لو اور جس قدر نیوگ تم مین ہوا اس کی فہرست ہمین دو

مدارات اور مداہنہ مین فرق	اس کے بعد مختلف ذکر ہوتے رہے کبھی چولہ پر کبھی کسی پر۔ اثنائے

گفتگو مین فرمایا کہ مدارات اسے کہتے ہین کہ نرمی سے گفتگو کی جاوے تاکہ دوسرے کو ذہن نشین ہو اور حق کو اسطرح اظہار کرنا کہ ایک کلمہ بھی باقی نہ رہے اور سب ادا ہو جاوے اور مداہنہ اسے کہتے ہین کہ ڈر کر حق کو چھپا لینا۔ کھا لینا۔ اکثر دیکھا جاتا ہے کہ لوگ نرمی سے گفتگو کر کے پھر گرمی پر آجاتے ہین یہ مناسب نہین ہے حق کو پورا پورا ادا کرنے کے واسطے ایک ہنر چاہیئے وہ شخص بہت بہادر ہے جو کہ ایسی خوبی سے حق کو بیان کرے کہ بڑے غصہ والے آدمی بھی اسے سن لیوین۔ خدا ایسو پر راضی ہوتا ہے ہان یہ ضرور ہے کہ حق گو سے لوگ راضی نہ ہون اگرچہ وہ نرمی بھی کرے مگر تاہم درمیان مین ایسے بھی ہوتے ہین جو اچھا کہنے لگتے ہین +

مورخہ ۷ امارچ سنہ ۱۹۰۳ء

آج کی پانچون نمازین حضرۃ اقدس نے باجماعت ادا کین۔ سیر مین کوئی ایسی بات نہ ہوئی کہ وہ درج اخبار ہو صرف قبل از عشا چند ایک باتین ہوئین جو کہ درج کی جاتین +

قبل از عشا	پنڈت نند کشور صاحب سے معجزات پر گفتگو ہوئی
معجزہ شق القمر کی شہادت ہندو نوشتون مین	پنڈت صاحب نے معجزہ شق القمر کی نسبت کہا کہ بھوج سوانح ایک کتاب سنسکرت مین ہے مجھ سے پنڈتون نے بیان کیا ہے کہ اس مین شق القمر کی شہادت راجہ بھوج سے ہے کہ وہ اپنے محل پر تھا یکایک اس نے چاند کو ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھا

اس نے پنڈتون کو بلا کر پوچھا کہ یہ کیا بات ہے کہ چاند اس طرح پھٹا راجہ نے خیال کیا کہ کوئی عظیم الشان حادثہ ہوگا پنڈتون نے جواب دیا کہ کوئی خطرہ نہین ہے پچھم کے دیس مین ایک مہاتما پیدا ہوا ہے وہ بہت یوگی ہے اس نے اپنے یوگ ابھیاس سے چاند کو ایسا کر دیا ہے۔ تب راجہ نے اُسے تحفہ تحائف ارسال کئے۔

قرآن کی تفسیر کے متعلق فرمایا کہ خدا کے کلام کے صحیح معنے تب سمجھ مین آتے ہین کہ اس کے تمام رشتہ کی سمجھ ہو جیسے قرآن شریف کی نسبت ہے کہ اس کا بعض حصہ بعض کی تفسیر کرتا ہے اس کے سوا جو اور کلام ہوگا وہ تو اپنا کلام ہوگا دیکھا گیا ہے کہ بعض وقت ایک آیت کے معنے کرنے کے وقت دو سو آیتین شامل ہوتی ہین ایجادی معنے کرنے والون کا منہ اس سے بند ہو جاتا ہے +

مورخہ ۱۸ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء

آج حضرۃ اقدس سیر کے لئے تشریف لائے پانچون نمازین حضرۃ اقدس نے اپنے وقت پر باجماعت ادا کین + بعد مغرب گرمی کو محسوس کر کے اپنے احباب سے مشورہ کیا کہ اب موسم بدلا ہوا ہے اس لئے اگر مناسب ہو تو اوپر چل بیٹھین چنانچہ احباب نے اس سے اتفاق کیا اور اسیوقت تمام احباب اور حضرۃ اقدس اوپر بالائی مسجد مین تشریف لیگئے

قبل از عشا	اپنے شہ نشین پر بیٹھکر ابو سعید صاحب سے فرمایا کہ اگر آپ چلے گئے ہوتے تو اوپر کا جلسہ

کیسے دیکھتے اور یہ کہان نصیب ہونا تھا اس اثنا مین نواب صاحب تشریف لائے حضرت نے فرمایا مدت کے بعد آج پھر نواب صاحب کا چہرہ نظر آیا ہے آگے تو ایک گھر سے نکلکر دوسرے گھر مین جا بیٹھا کرتے اور اندھیرے مین چہرہ بھی نظر نہ آتا تھا بیٹھے بیٹھے آپ نے ذکر فرمایا کہ جیسے ایک مرض ہوتی ہے کہ اس مین جب تک مکھیان مارتے رہین تو آرام رہتا ہے اسیطرح فراغت میرے واسطے مرض ہے ایکدن بھی فارغ رہون تو بے چین ہو جاتا ہون اس لئے ایک کتاب شروع کر دی ہے جسکا نام **حقیقت دعا** رکھا ہے ایک رسالہ کی طرز پر لکھا ہے۔ دعا ایسی شے ہے کہ جب آدم کا شیطان سے جنگ ہوا تو اس وقت سوائے دعا کے اور کوئی حربہ کام نہ آیا آخر شیطان پر آدم علیہ السلام نے فتح بذریعہ دعا کے پائی ربنا ظلمنا انفسنا وان لم تغفر لنا وترحمنا لنکونن من الخاسرین اور آخر مین بھی دجال کے مارنے کے واسطے دعا ہی رکھی ہے گویا اول بھی دعا اور آخر بھی دعا ہی دعا ہے حالت موجودہ بھی یہی چاہتی ہے تمام اسلامی طاقتین کمزور ہین اور ان موجودہ اسلحہ سے وہ کیا کام کر سکتی ہین اب اس کفر وغیرہ پر غالب آنے کے واسطے اسلحہ کی ضرورت بھی نہین آسمانی حربہ کی ضرورت ہے اس کے بعد اخبار سول ملٹری گزٹ حضرت اقدس سنتے رہے +

درس قرآن مجید

تفسیر انا اعطینٰک الکوثر جو کہ حضرۃ مولوی نور الدین صاحب نے عید الضحیٰ کے خطبہ مین کی

انا اعطینٰک الکوثر فصل لربک وانحر ان شانئک ھو الابتر +

یہ ایک سورت شریف ہے بہت ہی مختصر + لفظ اتنے کم کہ سننے والے کو کوئی ملال طوالت کا نہین۔ یہان تک کہ ایک چھوٹا سا بچہ بھی ایک دن مین اسے یاد کر لے۔ مگر ان کے مطالب اور معانی کو دیکھو تو حیرت انگیز۔ ان کو بیان کرنے سے پہلے مین ایک ضروری بات سنانی چاہتا ہون +

واعظون اور سامعین کے اقسام	اور وہ یہ ہے کہ جہان تک مین غور کرتا ہون واعظون اور سننے والون ...... کی دو قسم پاتا ہون۔ ایک وہ واعظ ہین جو

دنیا کے لئے وعظ کرتے ہین۔ دنیا کا وعظ کرنے والے بھی پھر دو قسم کے ہین۔ ایک وہ جو اپنے وعظ سے اپنی ذات کا فائدہ چاہتے ہین یعنی کچھ روپیہ حاصل کرنا چاہتے ہین اور ایک وہ لوگ ہوتے ہین جن کی یہ غرض تو نہین ہوتی کہ خود کوئی روپیہ حاصل کرین مگر یہ مطلب ضرور ہوتا ہے کہ سننے والونکو ایسے طریقے اور اسباب بتائین جس سے وہ روپیہ کما سکین۔ مادی ترقی کرنے والے بنین۔ دنیا کے لئے وعظ کرنیوالون مین اس قسم کے واعظون کی اغراض ہمیشہ مختلف ہوتی ہین کوئی نوجوانکو جوش دلانے ان مین مستعدی اور ہوشیاری پیدا کرنے کے لئے تحریک کرتا ہے کہ وہ دشمن کے مقابلہ کے لئے چست و چالاک ہو جاوین کوئی امور خانہ داری کے متعلق کوئی تجارت اور حرفہ کے لئے۔

مختصر یہ کہ ان کی غرض انتظامی امور یا عامہ اصلاح ہوتی ہے۔ جو دوسرے الفاظ مین سیاسی یا پولیٹیکل تمدنی یا سوشل اصلاح ہے۔

اور وہ لوگ جو دین کے لئے وعظ کرنے کو کھڑے ہوتے ہین ایک وہ جو محض اس لئے کھڑے ہوتے ہین کہ اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرین اور امر بالمعروف کا جو فرض ان کو ملا ہے اس کو ادا کرین بنی نوع انسان کی بھلائی کا جو حکم ہے اُس کی تعمیل کرین اور اپنے آپ کو اس خیر امتہ مین داخل ہونے کی فکر ہوتی ہے جسکا ذکر یون فرمایا گیا ہے + کنتم خیر امتہ اخرجت للناس الایتہ تم بہترین امتہ ہو جو لوگون کے لئے مبعوث ہوئے ہو۔

امر بالمعروف کرتے ہو اور نہی عن المنکر۔

اور ایک وہ ہوتے ہین جن کی غرض دنیا کا کمانا بھی نہین ہوتی۔ مگر یہ غرض بھی نہین ہوتی بلکہ وہ صرف حاضرین کو خوش کرنا چاہتے ہین یا ان کی واہ واہ کے خواہش مند کہ کیسا خوش تقریر یا موثر واعظ ہے۔

دینی واعظون مین سے پہلی قسم کے واعظ بھی فتوحات کا ارادہ کرتے ہین مگر ملکی فتوحات سے ان کی فتوحات نرالی ہوتی ہین ان کی فتوحات یہ ہوتی ہین کہ برائیون پر فتح حاصل کرین نیکی کی حکومت کو وسیع کرین۔

جیسی واعظون کی دو قسم ہین ایسی ہی سننے والون کی بھی دو حالتین ہین ایک وہ جو محض اللہ کے لئے سنتے ہین کہ اس کو سنکر اپنی اصلاح کرین اور دوسرے وہ جو اس لحاظ سے سنتے ہین کہ واعظ انکا دوست یا کوئی اور ایسا ہی تعلق رکھتا ہے۔ یعنی واعظ کی خاطرداری سے۔ اب تم دیکھو کہ ہمارا واعظ کیسا ہے اور تم سننے والے کیسے؟ ہمارا دل تمہارے ساتھ ہے اسکا فیصلہ تم کرلو مین جس نیت اور غرض سے کھڑا ہوا ہون وہ مین خوب جانتا ہون اور اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ دردِ دل کیساتھ خدا ہی کے لئے کھڑا ہون۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک تقسیم فرمائی ہے کہ واعظ یا مامور ہوتا ہے یا امیر یا متکبر۔ امیر وہ ہوتا ہے جس کو براہ راست اس کام کے لئے مقرر کیا جاوے اور مامور وہ ہوتا ہے کہ جس کو امیر کہے کہ تم لوگون کو وعظ سنا دو۔ اور متکبر وہ جو محض ذاتی بڑائی اور نمود کے لئے کھڑا ہوتا ہے یہی اقسام واعظون کی ہین۔

اب مین پھر تمہین کہتا ہون کہ اس بات پر غور کرو کہ تمہین وعظ کہنے والا کیسا ہے؟ اور تم کیسا دل لیکر بیٹھے ہو؟ میرا دل اللہ تعالیٰ کے حضور حاضر وناظر ہے۔ جو بات میری سمجھ مین مضبوط آئی ہے تمہین سنانا چاہتا ہون اور رضا کے لئے۔ پھر مجھے حکم ہوا ہے کہ تم مسجد مین جاکر نماز پڑھا دو۔ اس حکم کی تعمیل کے لئے کھڑا ہون اور سناتا ہون۔

مین دنیا پرست واعظون کا دشمن ہون کیونکہ ان کی اغراض محدود ان کے حوصلے چھوٹے خیالات پست ہوتے ہین جس واعظ کے اغراض دینی ہون وہ ایک ایسی زبردست اور مضبوط چٹان پر کھڑا ہوتا ہے کہ دنیوی وعظ اس کے اندر آجاتے ہین۔ کیونکہ وہ ایک امر بالمعروف کرتا ہے ہر بھلی بات کا حکم دینے والا ہوتا ہے اور ہر بری بات سے روکنے والا ہوتا ہے یہان دیکھو کہ قرآن شریف کو اللہ تعالیٰ نے بھی فرمایا یہ جامع کتاب ہے جس مین جیسے ملکی (قومی) واعظ کو فتوحات کے طریقون اور قواعد جنگ کی ہدایت ہے ویسے ہی نظام مملکت اور سیاست مدن کے اصول اعلیٰ درجے کے بتائے گئے ہین۔ غرض ہر رنگ اور ہر طرز کی اصلاح اور بہتری کے

اصول یہ بتاتا ہے۔

جیسے مین قرآن کریم جیسی کتاب کا واعظ ہون جو تمام خوبیون کی جامع کتاب ہے اور جو سکھ اور امن کامیابی کی راہون کی بیان کرنیوالی ہے اور اسی کتاب مین سے یہ چھوٹی سی سورۃ مین نے پڑھی ہے۔

قرآن کا طرز بیان ہم اور مین

مین اس سورۃ کے بیان کرنے سے پہلے یہ بات بھی تمہارے ذہن نشین کرنا چاہتا ہون کہ قرآن شریف کا طرز بیان دو طرح پر واقع ہوا ہے بعض جگہ تو اللہ تعالیٰ نے ایک فعل کو واحد متکلم یعنی مین کے لفظ کے ساتھ بیان فرماتا ہے اور بعض جگہ جمع متکلم یعنی ہم کے ساتھ۔ ان دونون الفاظ کے بیان کا یہ سر ہے کہ جہان مین کا لفظ ہو وہان کسی دوسرے کا فعل ضروری نہین ہوتا لیکن جہان ہم ہوتا ہے وہان اللہ تعالیٰ کی ذات اوسکے فرشتے اور مخلوق بھی اس کام مین لگی ہوئی ہوتی ہے۔ پس اس بات کو یاد رکھو یہان اللہ تعالیٰ فرماتا ہے انا اعطیناک الکوثر۔ بے ریب ہم نے تجھکو دیا ہے الکوثر۔ ہر ایک چیز مین بہت کچھ۔

یہان اللہ تعالیٰ نے ہم کا لفظ استعمال فرمایا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایسا کام ہے۔ جیسے اس مین آپ فضل کیا ہے فرشتون اور مخلوق کو بھی لگایا ہے۔

بہت کچھ کے معنے مختلف حالتون مین

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے بہت کچھ عطا فرمایا ہے۔ اب غور طلب امر یہ ہے کہ اس بہت کچھ کی کیا مقدار ہے؟ تم مین سے بہت سے لوگ شہرون کے رہنے والے ہین جنہون نے امیرونکو دیکھا ہے۔ بہت سے دیہات کے رہنے والے ہین جنہون نے غریبونکو دیکھا ہے خدا تعالیٰ نے محض مجھے اپنے فضل سے ایسا موقع دیا ہے کہ مین نے غریبون۔ امیرون کے علاوہ بادشاہون کو بھی دیکھا ہے اور ان تینون مین بہت بڑا فرق ہوتا ہے ان کی ہر چیز مین ہر بات مین علی قدر مراتب امتیاز ہوتا ہے مثلاً ایک فقیر کسی غریب کے گھر جاکر سوال کرے تو وہ اس کو ایک روٹی کا ٹکڑا دیدیتا ہے اُس کی طاقت اتنی ہی ہے۔ لیکن جب ایک امیر کے گھر جاتا ہے اور وہ کہتا ہے کہ اس کو کچھ دیدو۔ تو اس کے کچھ سے مراد تین چار روٹیان ہوتی ہین اور مین نے دیکھا ہے کہ جب بادشاہ کہتا ہے کہ کچھ دیدو تو اس کے کچھ سے مراد بیس تیس ہزار روپیہ ہوتا ہے۔ اس سے عجیب بات پیدا ہوتی ہے جس قدر کسیکا حوصلہ ہوتا ہے۔ اسی کے موافق اس کی عطا ہوتی ہے اب اس پر قیاس کرلو یہان اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **ہم نے بہت کچھ دیا ہے**۔ اللہ تعالیٰ کی ذات کی کبریائی اُس کی عظمت وجبروت پر نگاہ کرو اور پھر اس کے عطیہ کا تصور۔ دیکھو ایک چھوٹی سی شمع سورج اسے بنایا ہے اس کی روشنی کیسی عالمگیر ہے ایک چھوٹی سی لالٹین چاند ہے اس کی روشنی کو دیکھو کس قدر ہے۔ کنوؤن سے پانی نکالنے مین کس قدر جدوجہد کرنی پڑتی ہے مگر اللہ تعالیٰ کی عطا پر دیکھو کہ جب وہ بارش برساتا ہے تو کس قدر دیتا ہے۔

غرض یہ سیدھی سادی بات ہے اور ایک مضبوط اصل ہے جس قدر کسی کا حوصلہ ہو اسی قدر وہ دیتا ہے پس اللہ تعالیٰ کی لحاظ سے اب اس لفظ کے معنے پر غور کرو کہ ہم نے بہت کچھ دیا ہے۔ خدا کا بہت کچھ وہم وگمان مین بھی نہین آسکتا اور پھر اس کا اندازہ میری کھوپڑی کرے یہ احمقانہ حرکت ہوگی اور یہ ایسی ہی بات ہے جیسے اس وقت کوئی کوشش کرے کہ وہ پانی کے ان قطرات کو شمار کرنے لگے جو آسمان سے برس رہے ہین (ایڈیٹر الحبس وقت آپ یہ خطبہ پڑھ رہے تھے آسمان سے نزول باران رحمت ہورہا تھا) ہان یہ بیشک انسانی طاقت کے اندر ہرگز نہین ہے کہ جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا ہے اس کو سمجھ سکے۔ چونکہ مجھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ہے اور آپ کی عظمت کا علم بھی مجھے دیا گیا ہے اس لئے مین اندازہ تو ان عطیات کا نہین کرسکتا لیکن ان کو یون سمجھا سکتا ہون۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابھی پیدا نہین ہوئے تھے کہ باپ انتقال کر گیا اور چلنے ہی لگے کہ ماں کا انتقال ہوا کوئی حقیقی بھائی آپکا تھا ہی نہین۔ چنانچہ اسی کے متعلق فرمایا۔

الم یجدک یتیماً

ہم نے تجھے یتیم پایا

اس یتیم کو جسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے بہت کچھ دیدیا۔ خاتم الانبیاء۔ خاتم الرسل۔ سارے علوم کا مالک۔ ساری سلطنتون کا بادشاہ بنا دیا آپ کی عادت شریف بھی کہ کبھی جو آتا تھا (روپیہ مالیہ کا) یا تو مسجد مین ہی خرچ کر دیا

غرض غور کرو کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے بہت کچھ دیا کس قدر خیر کثیر آپ کو دیگئی ہے آپکا دامن نبوۃ دیکھو تو وہ قیامت تک وسیع ہے کہ اب کوئی نبی نیا ہو یا پرانا ہو آہی نہین سکتا کسی دوسرے نبی کو اس قدر وسیع وقت نہین ملا۔ یہ کثرت تو بلحاظ زمان کے ہوئی اور بلحاظ مکان۔ یہ کثرت کہ

انی رسول اللہ الیکم جمیعاً

مین فرمایا کہ مین سارے جہان کا رسول ہون یہ کوثر بلحاظ مکان کے عطا ہوئی کوئی آدمی نہین جو یہ کہدے کہ مجھے احکام الٰہی مین اتباع رسالت پناہی کی ضرورت نہین کوئی صوفی کوئی بالغ مرد بالغہ عورت کوئی ہو اس سے مستثنیٰ نہین ہو سکتے اب کوئی وہ خضر نہین ہو سکتا جو لن تستطیع معی صبرا بول اٹھے یہ وہ موسیٰ ہے جس سے کوئی الگ نہین ہو سکتا۔ کوئی آدمی مقرب نہین ہو سکتا جب تک محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی اتباع نکرے۔ (باقی آئندہ)

پنڈت نند کشور اور آریہ سماج قادیان

کچھ دنون سے قادیان مین عجیب رونق ہے

اور یہان کے سناتن دہرم ہندؤن کے بھی نصیب جاگے ہوئے ہین کہ پنڈت نند کشور صاحب سکنہ ضلع بجنور جو کہ سناتن دھرم کے ایک عالم فاضل پنڈت ہین آریہ سماج کھنڈن کے واسطے یہان تشریف لائے ہوئے ہین ہمین بھی تعجب تہا کہ شاذ و نادر ہی کوئی دیسا گاؤن رہا ہوگا کہ جہان آریہ صاحبان نے اپنی سماج قائم نہ کی ہو اور انکے ہر ہفتہ وار جلسون نے گرد و نواح کے اہل ہنود کی توجہ کو اپنی طرف نہ کھینچ لیا ہو اور ادہر سناتن دہرم ہین کہ یہ لوگ بالکل خاموش بیٹھے ہوئے دن بدن اپنی جمعیت کو کم کرتے جاتے ہین اور جس کی بڑی وجہ یہ معلوم ہوئی کہ سناتن دہرم ہندؤن کی کوئی باقاعدہ سبھا وغیرہ ان دیہاتون مین قائم نہین ہے اور نہ امرتسر اور لاہور وغیرہ کی سبھاؤن نے اسطرف توجہ کی ہے کہ آریہ سماج کی طرح وہ بھی اپنے اپدیشک ہر مقام پر بھیجکر سبھائین قائم کرین اور آریہ سماج کے نشکار ہونے سے لوگون کو بچاوین کیونکہ گذشتہ ایام مین جو جلسہ آریہ سماج کا قادیان مین ہوا ہے اور دور و دراز شہرون سے آریہ صاحبان نے تشریف لاکر جو جو حملے سناتن دہرم کے ہندون پر کئے ہین وہ اس امر کا تقاضا کرتے تھے کہ قادیان اور اس کے گرد و نواح کے سناتن دہرم ہندو بھی ضرور ویسے ہی ایک جلسہ کرکے انکا جواب دیتے اور امرتسر لاہور کی سبھاؤن کو اس امر مین امداد طلب کرتے۔ سوان لوگون نے بذات خود تو کوئی کوشش کی مگر ان کے نصیبون سے پنڈت صاحب موصوف خود بخود قادیان مین آ براجے اور حضرت اقدس میرزا صاحب سے پہلی ہی ملاقات مین انہون نے ارادہ ظاہر کیا کہ مین آریہ سماج کا کہنڈن کرنا چاہتا ہون اور پنڈت صاحب نے بڑی کشادہ دلی سے اس امر کو قبول کیا کہ وہ حضرۃ صاحب ہی کے ہان مہمان ٹہرین۔ آریہ صاحبان کو جب خبر پہونچی تو ان کو ہاتھ پاؤن کی پڑگئی اور فکر پیدا ہوا کہ ایسا نہ ہو کہ پنڈت صاحب کوئی جلسہ کرکے آریہ سماج کی قلعی کھولدین۔ اس لئے انہون نے سناتن دہرم ہندؤن کو اسطرح سے بہکانا شروع کیا کہ ہم اور تم ایک ہی ہین اور پنڈت نند کشور اصل مین سناتن دہرمی ہندو نہین ہے ورنہ وہ کیون مسلمانون کے ہان مہمان ہوتا یہ اصل مین مرزا صاحب کا بلایا آیا ہے تاکہ مرزا صاحب اس کے ذریعہ سے آریہ سماج کے جلسہ کی تلافی کرین انکا یہ منتر بعض کم فہم لوگون پر تو کارگر ہوا مگر جو حقیقت شناس تہے وہ ان دہوکا بازیون مین نہ آ سکتے تھے۔ مگر پنڈت نند کشور صاحب جنہون نے سناتن دہرم کی اشاعت اور آریہ دہرم کے کھنڈن کا بیڑا اوٹہایا ہوا ہے کیسے رک سکتے تھے آخر جمعہ کے دن عصر کے وقت پنڈت صاحب نے اپنا لکچر بازار کے چوک مین شروع کیا اور سب سے اول سوال انکا آریہ سماج پر یہ تہا کہ ہم دیکھتے ہین کہ ہر ایک مذہب او قوم کے لیڈر اور راہ نمایان کا ہمیشہ سے یہ دستور چلا آیا ہے کہ جب کبھی انہون نے اصلاح کے واسطے اپنے آپ کو قوم مین انٹرڈیوس کیا ہے تو اپنا حسب و نسب ضرور ظاہر کیا ہے اور اگر کسی نے خود ظاہر نہ کیا تو وہ بذات خود ایک ایسا آدمی گذرا ہے کہ قوم خود اس کے حسب و نسب سے واقف ہوتی رہی ہے مگر دیانند کے سوانح مین اسبات کا کہین پتہ نہین ملتا ہے کہ وہ کس حسب و نسب کے ہین ان کے پتا کا نام کیا ہے نہ دیانند نے خود اس بات کو لکہا ہے۔ حالانکہ یہ اس کا فرض تہا تاکہ ان کی پیروی کرنیوالی قوم کو جہان انکو ذریعے سے کسی صداقت کو قبول کرنے کا فخر ہو سکتا وہان ان کو لوگون کے سامنے ذاتی سوانح کا ہر ایک پہلو الزام اور عیب سے مبرا ہونا چاہیئے اور کوئی گوشہ اس کا ایسی تاریکی اور ظلمت مین نہ پڑا ہوا ہو جو دوسرے گوشون کی روشنی کو بھی ماند کر دینا ہو اس لئے دیکھا جاتا ہے کہ ہر ایک مذہب کا پیشوا ہمیشہ عالی خاندان اور نسب کا آدمی ہوتا رہا ہے ابھی یہ بات ختم نہ ہوئی تھی کہ آریہ سماج کے پر جوش ممبرون نے شور وغو غا ڈال دیا اور اس بیان سے پنڈت صاحب کو روکا حالانکہ پنڈت صاحب کا یہ ایک سوال تہا جسکا جواب آریہ سماج کو بڑی متانت سے دینا چاہئے تہا اور پبلک کو دیانند صاحب کے حسب نسب سے اطلاع دینی تھی مگر کمال افسوس سے ظاہر کیا جاتا ہے کہ اس وقت آریہ سماج کے ممبرون سے ایک شرمناک حرکت سرزد ہوئی اور جس جہاد کا اعتراض وہ لوگ اہل اسلام پر کوتاہ فہمی سے کرتے ہین اپنے عملی نمونہ سے انہون نے ثابت کر دیا کہ دراصل اس کے خواہان وہ خود ہین اور ان کی طبائع بالکل آمادہ ہین کہ ایک فتنہ اور ہنگامہ برپا کرین اور انہون نے اپنے فعل سے اس امر کی تصدیق کی اور شہادت دیدی کہ حضرت میرزا صاحب کا نقض امن اور فتنہ فساد کے اندیشہ کی وجہ سے ان لوگون سے پبلک مین گفتگو اور بحث مباحثہ سے انکار واقعی طور پر مصلحت پر مبنی ہی۔ آریہ سماج کے اس شور و غوغا پر جب چند ایک منصف مزاج سناتن دہرم لوگون نے یہ کہا کہ ابھی زیادہ عرصہ نہین گذرا کہ قادیان آریہ سماج نے اپنے سالانہ جلسہ پر حضرت میرزا صاحب کو کیسی کیسی ناگفتنی باتین کہی تہین کہ جنکو سنکر خود گورنمنٹ افسر محکمہ پولیس نے بھی ان کو روکا مگر میرزا صاحب کی طرف سے کسی نے شور و غوغا نہین کیا اور صبر سے سب سنا تو اب آریہ سماجکو بھی لازم ہے کہ صبر سے سنے اور اگر کچھ اعتراض ہو تو اس کی تردید اپنی سماج مین کرے۔ مگر جیسے کہ لالہ یوگندر پال کو باوجود بار بار منع کرنے کے اثر نہ ہوا تہا ویسے ہی اس نصیحت کا بیان بھی اثر نہ ہوا اور ایک آریہ ممبر بڑی جوش سے ایک ہندو صاحب سناتن دہرم پر حملہ آور ہوئے اور تین چار گھکے بھی رسید کئے لالہ صاحب نے بڑی صبر اور تحمل سے کام لیا کہ جلسہ برخاست نہو اور کوئی مقابلہ نہ کیا لوگون نے آخر کار بیچ مین پڑکر ہنگامہ کو فرو کیا اور پنڈت صاحب لکچر دیتے رہے۔ اس کے بعد کچھ کارروائی پنڈت صاحب اور آریہ صاحبون کے درمیان بطور خط و کتابت کے ہوئی جس کی نقل انشاء اللہ کسی دوسرے نمبر مین دیوینگے

پیسہ اخبار کی ایک خائنانہ کارروائی

ماہ مارچ ۱۹۰۳ع کے کسی پیسہ اخبار مین زیر عنوان مرسلات ایک مراسلہ کسی گم نام شخص کا جہلم سے چھپا ہے جس مین حضرۃ میرزا صاحب کی الہامی دعا رب کل شیئ خادمك رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی کا صرف اول حصہ رب کل شیئ خادمك لکہکر اس کا ترجمہ یہ لکہا ہے کہ ہر ایک شئ کا جو رب ہے وہ مرزا صاحب کا خادم ہے ہمین اس شخص پر کمال افسوس ہے کہ حضرت احمد مرسل یزدانی کی مخالفت نے ان لوگون کو حق دیانت اور راستی سے کہان دور لا ڈالا ہے۔ حضرۃ میرزا صاحب کی مخالفت سے ایک بڑا عذاب تو ان کو یہی محیط ہو گیا ہے کہ جن باتون کو یہ لوگ خود اور نیز دیگر تمام مذاہب حرام خیال کرتے ہین اب انکو نزدیک شیر مادر کی طرح حلال ہو گئی ہین جیسے کہ اس مراسلہ مین اس دعا کے نصف مضمون کو لکہکر اور تمام مضمون اوسنے پبلک کو دہوکا دینا چاہا ہے مگر اس سے بڑہکر افسوس ہمین پیسہ اخبار پر ہے جو اپنے آپ کو ایک قومی خادم کی حیثیت سے پیش کرتا ہے کیا یہی عملی نمونہ ہے جو کہ پیسہ اخبار پبلک کے سامنے پیش کر کے اپنی خدمات کی داد حاصل کرنا چاہتا ہے کیا کسی مراسلہ کے اندراج کے وقت پیسہ اخبار کے ایڈیٹر کا یہ فرض نہ تہا کہ وہ دیکھ لیتا کہ مضامین واقعات حقہ پر مبنی ہو کہ نہین کیا پیسہ اخبار کو آج تک علم نہین ہے کہ اس دعا کا مضمون رب کل شیئ خادمك ہی نہین ہے بلکہ اس کے آگے رب فاحفظنی وانصرنی وارحمنی بھی ہے۔ کیا پیسہ اخبار کو اس دعا کا ترجمہ نہین پہنچا جو کہ خود حضرت میرزا صاحب کا فرمودہ ہے۔ ہان اگر پیسہ اخبار انکار کر دے کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اخبارات الحکم اور البدر اس کے پاس نہین پہونچے تو شاید وہ اس الزام سے اس وقت بری ہو سکے جب وہ یہ ثابت کرے کہ اس مراسلہ کے پہنچنے پر اس نے حضرۃ میرزا صاحب سے اس دعا کے معنے پوچھے تھے اور کوئی جواب نہ ملا اس لئے مجبوراً اس نے مراسلہ کے مضمون کو صحیح سمجھکر شائع کر دیا۔ کیا پیسہ اخبار اس سفید جھوٹ کے بولنے کی جرأت کریگا۔ پھر جبحال مین اسے علم تہا کہ مراسلہ مین صرف پبلک کو دہوکا دینے کی نیت سے دعا کا نصف نصف مضمون شائع کر کے بد دیانتی سے اس کے معانی بھی غلط کئے گئے ہین جو کہ حضرۃ میرزا صاحب کے فرمودہ اور شائع شدہ معانی کے برخلاف ہین تو پھر دیدہ دانستہ اس مضمون کو اسیطرح بلا کسی اصلاحی نوٹ دیئے کے شائع کر دیا اگر خیانت نہین تو اور کیا ہے۔ دیدہ دانستہ ایک امر حق کو چھپانا اور پبلک کو

ریویو

المنصف

پنڈت دیانند صاحب نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں قرآن کریم پر جس قدر اعتراضات کئے ہیں انکا جواب پنڈت نندکشور صاحب متوطن قصبہ محمد پور دیوبل پرگنہ منڈاور ضلع بجنور نے اس کتاب میں دیا ہے اور بڑی خوش اسلوبی سے انہوں نے اس بات کو پایہ ثبوت تک پہنچا دیا ہے کہ دیانند کے ایسے اعتراضوں نے اس کی وید دانی کی حقیقت کھولدی ہے اور ضد اور تعصب کا ایسا پردہ اس کی آنکھوں پر پڑ گیا ہے کہ جو باتیں خود وید میں موجود تھیں اور جنکا قرآن شریف بھی مصدق تھا اونہی پر دیانند نے اعتراض کر دیا ہے جن آیات کو دیانند نے محل اعتراض بنایا تھا اونہیں آیات کے مضامین کو پنڈت نندکشور نے ویدوں سے ثابت کر کے دکھلایا ہے جیسے کہ حضرت اقدس نے اپنی تصانیف میں دکھلایا ہے کہ زوائد کو چھوڑ کر اگر سناتن دہرم کی اصلیت کو دیکھا جاوے تو اسلام اور سناتن دہرم کے اصول قریب قریب ایک ہی ہیں اس قول کی تصدیق اس کتاب میں پورے طور سے کر دی ہے اور علاوہ الزامی جوابوں کے مدلل اور محققانہ طرز پر بھی جواب دیا ہے غرضیکہ جسطرح بعض اہل یورپ کے محققوں نے باوجود عیسائی ہونے کے دیانت اور امانت کو کام میں لا کر عیسائی پادریوں کے اسلام پر الزامات کی تردید کی ہے ایسے ہی سناتن دہرم کے عالموں فاضلوں میں سے قرآن کریم کی تائید میں اور آریوں کے الزامات کی تردید میں یہ ایک نرالی تصنیف ہے پنڈت صاحب نے سردست اصل کتاب کا ایک جزو بطور نمونہ کے طبع کرایا ہے ہر ایک اہل اسلام کو چاہیئے کہ اسے قدردانی کی نظر سے دیکھے اور اس کے چند نسخے خرید کر گرد و نواح میں تقسیم کرے اور اس طرح سے پنڈت صاحب کو امداد دیویں تاکہ باقی حصہ کتاب کی طبع کے واسطے حوصلہ افزائی ہو حضرت احمد مرسل یزدانی مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی پنڈت صاحب کی محنت کی داد دی ہے اور خواہش ظاہر فرمائی ہے کہ اپنی جماعت میں اس کے چند ایک نسخے فروخت ہو جاویں ۔ یہ کتاب مصنف یا دفتر اخبار وکیل امرتسر سے بقیمت ۲ ملسکتی ہے ۔

البدر

Digitized by Khilafat Library

البدر نمبر ۸ و ۹ کی اشاعت میں جو غیر معمولی التوا ہوا ہے اس سے ناظرین کو بہت مایوسی ہوئی ہوگی اور جن احباب نے اس سے پیشتر بعض نمبروں کے دیر سے نکلنے پر یہ ظن کر لیا تھا کہ اخبار بالکل بند ہی ہو گیا اب تو اپنی نازک طبع سے انہوں نے پورے طور پر یقین کر لیا ہوگا کہ اگر پیشتر نہیں تو اب تو ضرور ہی بند ہوا ہے مگر میں اپنے پیارے احباب کو یقین دلاتا ہوں کہ ان سے بڑھ کر مجھے اس بات کی فکر ہوتی ہے کہ کوئی نقص کسی قسم کا اخبار میں نہ رہے اور میں حتی الوسع کوئی دقیقہ فروگذاشت کرنا نہیں چاہتا مگر تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہے کہ بعض وجوہات ایک امر مقدر کیطرح ایسی واقع ہوتی ہیں کہ کوئی کوشش کام نہیں کرتی ۔ ایسے ہی نمبر ۸ و ۹ کے ساتھ ہوا ۔ جس پریس میں اخبار چھپتا تھا اس کے پاس اس کثرت سے کام تھا کہ اس کے نئے وقت نکال نسکا ۔ آخر اس وقت کا اندازہ کر کے یہی تجویز کی گئی کہ توکل علی اللہ اپنا پریس قائم کیا جائے اور پریس مشین جسکے انتظام کی خبر نمبر ۷ میں دیگئی ہے خریدی گئی ہے چونکہ قادیان میں مشین کے ساری ضروریات یکدفعہ میسر نہیں آتیں اس لئے اس نمبر کے اشاعت میں دیر ہوئی ہے امید ہے کہ آئندہ ایسی دیر انشاءاللہ نہ ہوا کرے گی ۔

میں ان احباب کا بھی تہ دل سے شکر گذار ہوں جنہوں نے مجھے اس اثنائے میں استقلال اور استقامت کی تاکید سے بھرے ہوئے خط ارسال کئے اور بار بار لکھا کہ ہمت نہ ہارنا ۔ میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ وہ وقت نہ آوے گا کہ میں ہمت ہار دوں ۔ مگر جسطرح سے میں یقین دلاتا ہوں اوسیطرح البدر کے ناظرین کو چاہیئے کہ وہ مجھے یقین دلادیں کہ وہ بھی اس کی اشاعت اور استحکام کے ذریعہ تلاش کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرینگے ۔

میں خدا تعالیٰ کا اسپر شکریہ کرتا ہوں کہ اگرچہ مارچ کے مہینے میں البدر کی اشاعت قریبًا بالکل ہی بند رہی مگر تاہم اس کی خریداری اور نمونوں کی درخواستیں آتی رہیں اور اب اس وقت اس کی اشاعت ۳۲۵ ہے اس سے یہ نتیجہ ضرور نکلتا ہے کہ احمدی جماعت کو اس اخبار کی بہت ضرورت ہے کیونکہ باوجود اخبار کے دو دو ہفتہ تک شائع نہ ہونے کے پھر بھی درخواست آتی رہی اور میں خود اس امر کو محسوس کرتا ہوں کہ اس حال میں جبکہ البدر کی چھپائی صفائی ۔ لکھائی سب قابل اصلاح ہے یہ حالت ہے تو پھر اس حال میں جبکہ خدا کے فضل سے یہ تمام نقص رفع ہوں گے اور اخبار وقت پر شائع ہوا کریگا تو احمدی جماعت کی توجہ کو یہ کس قدر اپنی طرف کھینچیگا ۔

بالآخر میں پھر ملتمس ہوں کہ جہاں تک ہو سکے میرے احباب اس کے ایسے خریدار پیدا کریں ۔ میں ہرگز سست نہ ہوں جو کہ پیشگی قیمت پر خریدیں اور اخبار کی اشاعت ایکہزار ہو جاوے تاکہ مطبع کا ماہواری کام پورا ہو اور زیر بار خرچ کا نہ ہونا پڑے ۔ (ایڈیٹر)

مناجات از عطا محمد صاحب ڈنگوی سیالکوٹی کلرک اگزیمنر لاہور

یا الٰہی یا الٰہی یا اللہ — میں ہوں تیرا بندۂ پُر از گناہ

میں ہوں بندہ تو ہے میرا پروردگار — ہیں ترے احسان مجھ پر بیشمار

ہے بھروسہ مجکو تیری ذات پر — ہر گھڑی ہر وقت ہر شام و سحر

گرچہ ہوں میں عاجز و زار و نزار — بار عصیاں ہیں اٹھائے صد ہزار

فضل تیرے پر نگاہ ہر آن ہے — جان میری تجھ پہ ہی قربان ہے

کر منور میرا سینہ اے خدا — رحم فرما مجھ پہ اے رب الورا

عشق دے اپنا مجھے اے ذوالمنن — تا کروں قربان تجھ پہ جان و تن

کر کرم اس ناتوان پر اے کریم — رحم فرما اے خداوند رحیم

ہوں میں عاصی مجھکو یارب بخشدے — بخشدے میرے گناہ سب بخشدے

مجکو دکھلا از رہِ جود و عطا — راہ صبر و شکر و تسلیم و رضا

دین و دنیا میں مجھے خورسند کر — دشمنوں کو زیر اور پابند کر

رکھ مسیح احمدی کا اک غلام — ہے یہ میری آرزو رب الانام

کر حیاتِ جاوداں مجھکو عطا — از طفیلِ سرورِ ہر دو سرا ۔

الہام ۔ ۲۶ مارچ سنہ ۱۹۰۳ء ۔ فرمایا آج میری طبیعت علیل تھی اس لئے میری آنکھ لگ گئی جب اوٹھا تو یہ الفاظ زبان پر جاری تھے یا سنائی دئے ۔ **طاعون کا دروازہ کھولا گیا** ۔ معلوم ہوتا ہے کہ طاعون اب پیچھا نہیں چھوڑتی ۔

اطلاع

جن چند ایک احباب [illegible] سی تھیں ان کی ستی ہے ... درخواست ششماہی خریداری کی معیاد پوری ہو گئی ہے بعد از عید ... انتظار ... ان کے نام وی پی روانہ ہوگا یا وہ خود قیمت روانہ فرماویں (ایڈیٹر)

ضروری اطلاع

حضرت اقدس نے تجویز فرمایا ہے کہ بعض [illegible] کی پوری تعداد معلوم کرنے کے لئے ایک نقشہ تیار کیا جاوے اس لئے ہر ایک احمدی بھائی کو مناسب ہے کہ اپنے گرد و نواح میں ہر ایک برادر وہ ممبر کو اطلاع کرے تاکہ ہر ایک [illegible] مقام کی احمدی جماعت کی مکمل فہرست دارالامان میں روانہ فرماوے (ایڈیٹر)

انوار الاسلام پریس قادیان دارالامان میں منشی محمد افضل کے اہتمام چھپکر شائع ہوا ۔